بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دو ہاتھ سے مصافحہ

از افادات متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

اہل السنت والجماعت کا موقف:

السنۃ فی المصافحۃ بکلتا یدیہ

(الدر المختار: ج9 ص629 باب الاستبراء وغیرہ)

ترجمہ: دو ہاتھ سے مصافحہ کرنا سنت ہے۔

غیر مقلدین کا موقف:

ایک ہاتھ سے مصافحہ کرنا سنت ہے اور دو ہاتھ سے مصافحہ کرنے والے ناواقف لوگ ہیں۔

(ایک ہاتھ سے مصافحہ از عبد الرحمن مبارکپوری: ص6 ملخصاً،
التحفۃ الحسنیٰ از حکیم محمد اسرائیل سلفی)

دلائل اہل السنت والجماعت:

دلیل نمبر 1:

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "الصحیح" میں ایک باب قائم فرمایا ہے:
"باب المصافحۃ" [مصافحہ کرنے کا باب] اور اس کے تحت حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد نقل کیا ہے:

عَلَّمَنِی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ التَّشَھُّدَ وَ کَفِّی بَیۡنَ کَفَّیۡہِ

صحیح البخاری جلد 2 صفحہ 926

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے التحیات اس حالت میں سکھائی کہ میرا ہاتھ نبی علیہ السلام کے دونوں ہاتھوں کے درمیان تھا۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں ثابت کیا کہ حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا تعلق مصافحہ کے ساتھ ہے، اس کے متصل بعد ایک اور باب قائم فرمایا: "باب الأخذ بالیدین" [(مصافحہ کرتے وقت) دو ہاتھوں سے پکڑنے کا باب] اور اسی حدیث کو دوبارہ اس باب میں ذکر فرمایا ہے، جس سے امام بخاری رحمہ اللہ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنا ثابت ہے۔ نیز مصافحہ دونوں ہاتھوں سے اس طرح کیا جائے کہ ہاتھوں کو پکڑا جائے نہ یہ کہ آدمی اپنے ہاتھ دوسرے کے ہاتھ پر رکھ دے۔ لفظ "اخذ" کا یہی مفہوم ہے۔

اعتراض نمبر 1:

حکیم محمد اسرائیل لکھتے ہیں:

اس حدیث کا مصافحہ سے ذرا بھی تعلق نہیں۔ (التحفۃ الحسنیٰ: ص39)

مزید لکھتے ہیں:

سخت تعجب ہے ان مقلدین احناف پر کہ جو احادیث صحیحہ سے مصافحہ ثابت ہوتا ہے اس کے انکاری ہیں اور جو حدیث سے ثابت نہیں ہوتا اسے ثابت کرنے کی سعی لاحاصل کرتے ہیں اور بخاری شریف کی دہائی دے کر جاہل عوام کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں مگر ان کو معلوم رہے کہ یہ

حدیث دانی اور حدیث فہمی نہیں بلکہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک مذاق ہے۔(التحفۃ الحسنیٰ:ص38)

جواب:

غیر مقلدین بظاہر تو احناف سے عناد، بغض اور مخالفت ظاہر کرتے ہیں لیکن دراصل یہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو کھری کھری سنانے کے مترادف ہے۔ "باب المصافحۃ" قائم کرنے اور اس کے تحت حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ لانے کے سرخیل تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ہیں تو ثابت یہی ہوا کہ غیر مقلدین کا روئے سخن احناف کی طرف نہیں بلکہ بلکہ امام بخاری رحمہ اللہ کی طرف ہے۔ معلوم ہوا ان غیر مقلدین کا امام بخاری سے تعلق ہے نہ صحیح بخاری سے۔

لہذا ہم غیر مقلدین سے یہ سوال کرنے میں حق بجانب ہیں کہ:

امام بخاری رحمہ اللہ حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مصافحہ ثابت کرتے ہیں اور غیر مقلدین اس کے منکر ہیں، غیر مقلدین بتائیں کہ ان میں سے حق پر کون ہے اور باطل کون؟!

اعتراض نمبر2:

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی فقط ایک ہتھیلی آں حضرت کی دونوں ہتھیلیوں کے درمیان تھی۔ تو ظاہر ہے کہ اس دلیل سے دونوں ہاتھ سے مصافحہ کرنے والوں کا دعویٰ کسی طرح ثابت نہیں ہو سکتا۔(ایک ہاتھ سے مصافحہ:ص44)

جواب:

اولاً۔۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے تو دو ہاتھ تھے، لہذا ہمیں سنت نبویہ اختیار کرنی چاہیے۔

ثانیاً۔۔ جب دو ہاتھوں سے مصافحہ کیا جائے تو درمیان میں ایک ہاتھ آتا ہے، دوسرا باہر کی جانب رہتا ہے، اس لیے دو ہاتھ سے مصافحہ کرنے والا کہہ سکتا ہے کہ میرا ہاتھ اس کے دو ہاتھوں کے درمیان تھا، یہی کچھ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ لہذا اس سے یہ تو ثابت ہوا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا ایک ہاتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں ہاتھوں کے درمیان تھا مگر یہ ہرگز ثابت نہیں کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا صرف ایک ہاتھ تھا۔ اور یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دو ہاتھ ہوں اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا ایک ہاتھ ہو؟ کیونکہ بڑے چھوٹے کے حوالے سے بھی اس صورت کو دیکھا جائے تو بڑی بے ادبی اور گستاخی ہے کہ بڑا آدمی دو ہاتھ سے مصافحہ کرے اور چھوٹا ایک ہاتھ سے اور یہاں تو امتی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معاملہ ہے!

ثالثاً۔۔ باقی رہی یہ بات کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اپنے ہاتھ کا ذکر کیوں فرما رہے ہیں تو یہ اس وجہ سے نہیں کہ انہوں نے ایک ہاتھ سے مصافحہ کیا تھا بلکہ اس وجہ سے کہ دو ہاتھ سے مصافحہ کرتے وقت آپ کا جو ہاتھ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دو ہاتھوں کے درمیان آیا تھا آپ بطورِ اظہارِ مسرت کے اپنے اس ہاتھ کی خصوصیت بتا رہے ہیں کہ میرا یہ ہاتھ اتنا خوش نصیب ہے جو سردار عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دو ہاتھوں کے درمیان آیا ہے۔

اعتراض نمبر3:

عبدالرحمن مبارک پوری صاحب لکھتے ہیں:

امام بخاری کی مجرد تبویب سے دونوں ہاتھوں کے مصافحہ کا ثابت نہ ہونا ظاہر ہے کیونکہ مصنفین کی تبویب ان کا دعویٰ ہوتا ہے، جو بلا دلیل کسی طرح قابلِ قبول نہیں۔(ایک ہاتھ سے مصافحہ:ص52)

جواب:

محترم! یہ مجرد دعویٰ نہیں بلکہ ترجمۃ الباب ہی میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث اور امام حماد بن زید اور امام عبد اللہ بن مبارک تبع تابعین حضرات کا عمل مبارک بھی نقل فرمایا ہے اور سے ترجمۃ الباب کا حصہ بنایا ہے۔ یاد رہے کہ تبع تابعی بھی اس دور کا ہے جس کے خیر القرون ہونے کی گواہی خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے اگرچہ تابعی کا عمل فنِ حدیث کی روشنی میں بھی خود حدیث ہے، کیونکہ حدیث کی تعریف ہے:

الحدیث هو قول النبی صلی الله علیه و سلم والصحابی والتابعی و فعلهم و تقریرهم۔

(خیر الاصول فی حدیث الرسول للشیخ محمد الجالندھری: ص7)

ترجمہ: حضرت رسول اللہ خدا صلی اللہ علیہ وسلم وصحابہ کرام رضی اللہ عنہم وتابعین کے قول و فعل و تقریر کو حدیث کہتے ہیں۔

مزید اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل لائے تو اس سے بڑی دلیل اور کیا ہو سکتی ہے ؟!

دلیل نمبر 2:

امام بخاری رحمہ اللہ نے اسی "باب الأخذ بالیدین" میں دو مشہور محدثین کا عمل ذکر فرمایا ہے۔ چنانچہ آپ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَصَافَحَ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ ابْنَ الْمُبَارَكِ بِيَدَيْهِ

صحیح البخاری جلد 2 صفحہ 926

ترجمہ: امام حماد بن زید نے حضرت عبد اللہ بن مبارک سے دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کیا۔

استدلال:

الموسوعۃ الفقهیہ میں ہے:

قوله صَافَحَ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ ابْنَ الْمُبَارَكِ بِيَدَيْهِ: اشارة الی ان ذلك هو المعروف بین الصحابة و التابعین۔

(ج37 ص364 تحت العنوان: مصافحہ)

ترجمہ: امام بخاری رحمہ اللہ کا یہ فرمانا کہ "حماد بن زید نے ابن مبارک سے دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کیا" اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دوہاتھ سے مصافحہ کرنا صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ میں معروف ومشہور عمل تھا۔

فائدہ: امام حماد بن زید اور امام عبد اللہ بن مبارک تبع تابعین ہیں، معلوم ہوا کہ دورِ صحابہ رضی اللہ عنہم سے دوہاتھ سے مصافحہ دورِ تابعین تک متوارث چلا آرہا ہے اور یہ متوارث عمل دلیل ہے کہ مصافحہ دوہاتھ سے کرنا سنت ہے۔

تعریف سنت؛

1: امام ابو بکر محمد بن احمد السرخسی الحنفی فرماتے ہیں:

واما السنة فهی الطریقة المسلوکة فی الدین

اصول سرخسی ج1 ص113

ترجمہ: سنت دین میں جاری طریقہ کو کہتے ہیں۔

2: شیخ عبد الحق الحقانی فرماتے ہیں:

السنة الطریقة المسلوکة فی الدین سواء سلکه النبی صلی الله علیه وسلم او الصحابة

النامی بشرح الحسامی

ترجمہ: سنت دین میں جاری طریقہ کو کہتے ہیں چاہے اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جاری فرمایا ہو یا آپ کے صحابہ نے۔

اعتراض:

حکیم محمد اسرائیل سلفی لکھتے ہیں:

جب صحابی کا قول ہی حجت نہیں ہوتا تو تابعین اور تبع تابعین کے اقوال کیونکر حجت ہو سکتے ہیں؟ (التحفۃ الحسنیٰ)

جواب:

1: قول صحابی حجت نہ ہو تو حدیث کا وجود ختم ہو جائے گا۔

2: قول صحابی حجت نہ ہو تو دین پر اعتبار ختم ہو جائے گا۔

3: یہ اعتراض امام بخاری رحمہ اللہ پر ہے کہ وہ غیر حجت کے فعل و عمل کو صحیح بخاری میں کیوں لائے۔

4: یہ محض عملِ تابعی نہیں بلکہ عملِ رسول کے توارث کی ایک شکل ہے۔

5: امام حماد بن زید اور امام عبد اللہ بن مبارک دونوں بزرگ دو ہاتھوں سے مصافحہ کر رہے ہیں، کیا یہ حضرات آپ کے موقف کے مطابق ناواقف ہیں؟؟ نیز بتائیں کہ یہ حضرات دو ہاتھ سے مصافحہ کر کے سنی رہے یا بدعتی ٹھہرے؟!

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ کے والد سے بھی دو ہاتھ سے مصافحہ نقل کرنا ثابت ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ اپنی تاریخ میں اپنے والد محترم کے حالات میں لکھتے ہیں:

رای حماد بن زید، صافح ابن المبارك بكلتا يديه۔

(التاریخ الکبیر للبخاری: ج1 ص323 تحت ترجمۃ اسماعیل بن ابراہیم)

ترجمہ: حضرت اسماعیل (والد امام بخاری) نے حضرت حماد بن زید کو دیکھا کہ انہوں نے عبد اللہ بن مبارک سے دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کیا۔

تبع تابعین کے اس فعل کو پیش کر کے مشرک ہوئے یا سنی رہے؟؟

دلیل نمبر 3:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت کے وقت بھی مصافحہ فرمایا ہے جیسا کہ روایت میں تصریح ہے:

اخرج ابو نعيم في كتاب المعرفة من حديث لهية بنت عبد الله البكرية قالت: وفدتُّ مع ابي علي النبي صلى الله عليه و سلم فبايع الرجال و صافحهم و بايع النساء و لم يصافحهن (التعلیق الممجد لعبد الحی اللکھنوی: ص394 باب ما یکرہ من مصافحۃ النساء)

ترجمہ: ابو نعیم نے کتاب المعرفۃ میں لھیعہ بنت عبد اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں اپنے والد کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں سے بیعت لی اور ان سے مصافحہ کیا اور عورتوں سے بیعت لی لیکن ان سے مصافحہ نہیں کیا۔

صحیح بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک روایت آتی ہے، اس کے الفاظ یہ ہیں:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَمْتَحِنُ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ بِهَذِهِ الْآيَةِ بِقَوْلِ اللَّهِ { يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ إِلَى قَوْلِهِ غَفُورٌ رَحِيمٌ } قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَمَنْ أَقَرَّ بِهَذَا الشَّرْطِ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ قَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ بَايَعْتُكِ كَلَامًا وَلَا وَاللَّهِ مَا مَسَّتْ يَدُهُ يَدَ امْرَأَةٍ قَطُّ فِي الْمُبَايَعَةِ مَا يُبَايِعُهُنَّ إِلَّا بِقَوْلِهِ قَدْ بَايَعْتُكِ عَلَى ذَلِكِ

(صحیح البخاری: ج2 ص726 باب إذا جاءکم المؤمنات مہاجرات)

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جو عورتیں آتیں آپ ان کا امتحان اس آیت کے مطابق لیتے ﴿ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلَى أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا ﴾ [ترجمہ: اے پیغمبر! جب تمہارے پاس مومن عورتیں اس بات پر بیعت کرنے کو آئیں کہ خدا کے

ساتھ نہ تو شرک کریں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ بدکاری کریں گی اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ اپنے ہاتھ پاؤں میں کوئی بہتان باندھ لائیں گی اور نہ نیک کاموں میں تمہاری نافرمانی کریں گی تو ان سے بیعت لے لو اور ان کے لئے خدا سے بخشش مانگو۔ بیشک خدا بخشنے والا مہربان ہے] حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جو عورتیں یہ شرائط قبول کرلیتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان سے فرماتے کہ میں نے تم سے زبانی بیعت کر لی۔ بخدا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ بیعت لیتے وقت کسی عورت کے ہاتھ سے مس نہیں ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں بیعت کے وقت صرف زبان سے بیعت فرماتے تھے۔

اور بیعت کا مصافحہ دونوں ہاتھوں سے فرماتے تھے۔ چنانچہ اس روایت کے لفظ "قَدْ بَايَعْتُكِ كَلَامًا" کے تحت علامہ عینی فرماتے ہیں:

(قد بايعتك كلاما) ... كان يبايع بالكلام ولا يبايع باليد كالمبايعة مع الرجال بالمصافحة باليدين

(عمدۃ القاری شرح البخاری: ج13 ص396 کتاب التفسیر، تحت سورۃ الممتحنۃ)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کو زبانی بیعت کرتے تھے، ہاتھ کے ساتھ بیعت نہیں کرتے تھے جیسے مردوں کو دو ہاتھ کے مصافحہ کے ساتھ بیعت کرتے تھے۔

علامہ قسطلانی فرماتے ہیں:

(قد بايعتك كلاما) اى بالكلام لا باليد كما كان يبايع الرجال بالمصافحة باليدين

(ارشاد الساری: ج7 ص380 کتاب التفسیر، تحت سورۃ الممتحنۃ)

ترجمہ: یعنی زبانی بیعت مراد ہے نہ کہ ہاتھ کے ساتھ جیسے مردوں کو دو ہاتھ کے مصافحہ کے ساتھ بیعت کرتے تھے۔

اور بوقتِ بیعت دونوں ہاتھوں کا تذکرہ دلیل نمبر 3 کے تحت آ چکا ہے۔ لہذا مبارکپوری صاحب کی یہ کہنا کہ "ان دونوں صاحبوں کا یہ محض دعویٰ ہی دعویٰ ہے، انہوں نے اس دعویٰ کی کوئی دلیل نہیں لکھی ہے" بالکل باطل ہے۔ (ایک ہاتھ سے مصافحہ: ص59) وللہ الحمد

حضرت عبد الرحمن بن رزین فرماتے ہیں:

مررنا بالربذة فقيل لنا ها هنا سلمة بن الأكوع فأتيته فسلمنا عليه فأخرج يديه فقال بايعت بهاتين نبى الله صلى الله عليه وسلم

(الادب المفرد للبخاری: ص289 رقم الحدیث 973 باب تقبیل الید)

ترجمہ: ہم مقامِ ربذہ کے قریب سے گزر رہے تھے کہ ہمیں بتایا گیا کہ یہاں حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ رہتے ہیں۔ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو ہم سب نے ان کو سلام کیا۔ (دورانِ گفتگو) انہوں نے اپنے دونوں ہاتھ نکالے (یعنی ہمیں دکھائے) اور فرمایا: ان دونوں ہاتھوں سے میں نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی ہے۔

دلیل نمبر 4: تصریحات فقہاء کرام:

1: در مختار میں علامہ علاء الدین الحصکفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

السنة فى المصافحة بكلتا يديه

(الدر المختار: ج9 ص629 باب الاستبراء وغیرہ)

ترجمہ: دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنا سنت ہے۔

2: مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر میں علامہ عبد الرحمن بن محمد بن سلیمان رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

والسنة فى المصافحة بكلتا يديه

(مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر: ج4 ص204 کتاب الاضحیۃ)

ترجمہ: دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنا سنت ہے۔

3: الفقہ الاسلامی وادلۃ میں علامہ الشیخ الدکتور وہبۃ الزہیلی فرماتے ہیں:

والسنۃ فی المصافحۃ بکلتا یدیہ

(الفقہ الاسلامی وادلۃ: ج4ص 2660 تحت لفظۃ: اللمس)

ترجمہ: دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنا سنت ہے۔

اعتراض:

در مختار میں یہ مسئلہ کتاب "قنیہ" سے نقل کیا گیا ہے۔۔ اس کتاب کا مصنف مختار بن محمود الزاہدی اعتقاداً معتزلی تھا۔ قنیہ غیر معتبر اور غیر مستند ہے۔

(ایک ہاتھ سے مصافحہ: ص12)

جواب:

قنیہ اتنی بھی غیر معتبر نہیں جتنا غیر مقلدین نے سمجھ رکھا ہے بلکہ قنیہ کا صرف وہ حوالہ غیر معتبر ہو گا جس کی تائید دیگر کتب سے نہ ہوتی ہو۔ چنانچہ علامہ عبد الحئی لکھنوی لکھتے ہیں:

و تصانیفہ غیر معتبرۃ ما لم یوجد مطابقتہا لغیرھا

(الفوائد البھیۃ لعبد الحئی اللکھنوی: ص213)

اسی طرح وہ حوالہ بھی غیر معتبر ہو گا جو دیگر کتب سے ٹکرائے۔ چنانچہ علامہ عبد الحئی لکھنوی ہی ایک مقام پر لکھتے ہیں:

لا عبرۃ لما یقولہ الزاھدی اذا خالف غیرہ

(النافع الکبیر لعبد الحئی اللکھنوی: ص31)

مسئلہ مذکورہ کی تائید مذکورہ احادیث و آثار اور فقہ کی دیگر کتب سے ہوتی ہے۔ پس موصوف کا شبہ باطل ہے۔ وللہ الحمد

غیر مقلدین کے دلائل

دلیل نمبر 1:

احادیث میں مصافحہ کی روایات میں ہاتھوں یا ہتھیلیوں کے لیے مفرد کے صیغے استعمال ہوئے ہیں۔ مثلاً

1: حضرت عبد اللہ بن بسر کہتے ہیں: ترون یدی ھذہ؟ صافحت بہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم

(مسند احمد: رقم الحدیث 17686)

ترجمہ: تم لوگ میرے اس ہاتھ کو دیکھتے ہو؟ میں نے اسی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مصافحہ کیا ہے۔

2: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: صافحت بکفی ھذہ بکف رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم فما مسست خزا و لا حریرا الین من کفہ

(کتاب العجالۃ فی الاحادیث المسلسلۃ لابی الفیض الفادانی: ص12)

ترجمہ: میں نے اپنی اسی ہتھیلی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مصافحہ کیا ہے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی سے زیادہ نہ کسی خز (ریشم اور اون سے بُنا ہوا کپڑا) کو اور نہ کسی ریشمی کپڑے کو پایا۔

(ایک ہاتھ سے مصافحہ از عبد الرحمن مبارکپوری: ص15)

جواب:

اولاً۔۔ مفرد کا صیغہ دو طریقوں سے استعمال ہوتا ہے:

1: بطورِ معنی مفرد یعنی اکیلے معنیٰ کے لیے

2: بطورِ معنی جنس یعنی کئی افراد کے معنیٰ کے لیے

معنی مفرد کی مثال:

حدیث مبارک میں ہے:

عن جابر بن عبداللہ قال: أتي رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بسارق فقطع یدہ

(سنن الدارقطنی: ص562 رقم الحدیث 3356 کتاب الحدود والدیات وغیرہ)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک چور کو لایا گیا تو آپ نے اس کا ایک ہاتھ کاٹ دیا۔

اس حدیث میں "یدہ" سے مراد ایک ہاتھ ہے۔

جنس کی مثال:

1: حدیث مبارک میں ہے:

اللَّهُمَّ اجْعَلْ فِي قَلْبِي نُورًا وَاجْعَلْ فِي لِسَانِي نُورًا وَاجْعَلْ فِي سَمْعِي نُورًا وَاجْعَلْ فِي بَصَرِي نُورًا

(سنن ابی داود: ج1 ص192 باب فی صلاۃ اللیل)

ترجمہ: اے اللہ! میرے دل میں نور پیدا فرما، میری زبان میں نور پیدا فرما، میری آنکھوں میں نور پیدا فرما، میرے کانوں میں نور پیدا فرما، میری آنکھوں میں نور پیدا فرما۔

2: حدیث مبارک میں ہے:

الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ

(صحیح البخاری: ج1 ص6 باب المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ)

ترجمہ: کامل مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

3: حدیث مبارک میں ہے:

مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ، وَذَلِكَ أَضْعَفُ الإِيمَانِ

(صحیح مسلم: ج1 ص51 باب بیان کون النہی عن المنکر من الایمان الخ)

ترجمہ: جو تم میں سے برائی کو دیکھے تو اسے چاہیے کہ اپنے ہاتھ سے روک دے، اگر اس کی طاقت نہ ہو تو اپنی زبان سے روکے، اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو دل میں برا جانے، یہ ایمان کا ادنیٰ درجہ ہے۔

4: اردو زبان میں بھی بعض مرتبہ صیغہ مفرد سے معنی جنس مراد ہوتا ہے۔ جیسے "میں نے اسے اپنی آنکھ سے دیکھا ہے" اور "میں نے اپنے کان سے تمہاری بات سنی ہے" وغیرہ۔

ان احادیث میں اعضاء جسم میں سے بصر (یعنی آنکھ)، سمع (یعنی کان) اور ید (یعنی ہاتھ) اگر مفرد استعمال ہوئے ہیں لیکن ان سے مراد دونوں آنکھیں، دونوں کان اور دونوں ہاتھ ہیں۔

اس تمہید کے بعد جواب یہ ہے کہ مذکورہ احادیث جو غیر مقلدین پیش کرتے ہیں، ان میں "ید" یا "کف" سے مراد معنی مفرد نہیں بلکہ معنی جنس ہے، یعنی اس سے مراد دونوں ہاتھ ہیں۔ اس پر کئی قرائن ہیں:

قرینہ 1:

امت کا متوارث عمل دونوں ہاتھ سے مصافحہ کا ہے جیسا کہ دلائل اہلسنت والجماعت (دلیل نمبر 1) میں گزرا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت حماد بن زید، حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمہم اللہ کا عمل مبارک دو ہاتھ سے مصافحہ تھا۔

قرینہ 2:

فقہاء و محدثین کی تصریحات (دلائل اہلسنت والجماعت کی دلیل نمبر 4)

قرینہ 3:

حدیث میں ہے:

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ مُسْلِمَيْنِ يَلْتَقِيَانِ فَيَتَصَافَحَانِ إِلاَّ غُفِرَ لَهُمَا قَبْلَ أَنْ يَفْتَرِقَا

(جامع الترمذی: ج2 ص102 باب ماجاء فی المصافحۃ)

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب بھی دو مسلمان ملتے ہیں اور مصافحہ کرتے ہیں تو ان دونوں کے الگ ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرما دیتے ہیں۔

تو کیا صرف ایک ہاتھ سے گناہ جھاڑنے کی ضرورت ہے اور دوسرے ہاتھ سے گناہ جھاڑنے کی کوئی ضرورت نہیں ؟!

دلیل نمبر 2:

کئی احادیث میں ہے کہ صحابی کہتے ہیں کہ ہم نے ایک ہاتھ سے بیعت کی اور خود تصریح کرتے ہیں کہ یہ داہنا ہاتھ تھا۔ مثلاً:

1: حضرت عمرو بن العاص سے روایت میں ہے:

فلما جعل الله الإسلام في قلبي أتيت رسول الله صلى الله عليه وسلم فقلت يا رسول الله أبسط يدك لأبايعك فبسط يمينه فقبضت يدي فقال (ما لك يا عمرو) فقلت أردت أن أشترط فقال (تشترط ماذا) قلت يغفر لي قال (أما علمت يا عمرو أن الإسلام يهدم ما كان قبله وأن الهجرة تهدم ما كان قبلها (صحیح ابی عوانۃ: رقم الحدیث 200)

ترجمہ: حضرت عمرو بن العاص کہتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اسلام کی حقانیت کو ڈالا تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کی: یا رسول اللہ! اپنے ہاتھ کو بڑھائیے، میں آپ سے بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے داہنے ہاتھ کو بڑھایا تو میں نے اپنا ہاتھ سمیٹ لیا۔ آپ نے فرمایا: اے عمرو! تجھے کیا ہوا ہے؟ میں نے کہا: میری ایک شرط ہے۔ آپ نے فرمایا: کس بات کی؟ میں نے عرض کی کہ اس بات کی کہ میری مغفرت کی جائے۔ آپ نے فرمایا: کیا تجھے معلوم نہیں کہ اسلام سے پہلے جتنے گناہ ہوتے ہیں اسلام لانے سے وہ سارے ختم ہو جاتے ہیں اور ہجرت پہلے گناہوں کا ختم کر دیتی ہے۔

2: ربيعة بن كلثوم حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ سَمِعْتُ أَبَا غَادِيَةَ يَقُولُ بَايَعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ فَقُلْتُ لَهُ بِيَمِينِكَ قَالَ نَعَمْ (مسند احمد: رقم 20666)

ترجمہ: ربیعہ بن کلثوم کہتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے حدیث بیان کی کہ میں نے ابو غادیہ سے سنا کہ وہ کہہ رہے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی ہے۔ میں نے ابو غادیہ سے کہا: کیا آپ نے اپنے داہنے ہاتھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی؟ انہوں نے کہا: ہاں۔

معلوم ہوا مصافحہ ایک ہاتھ سے ہے۔

جواب:

اولاً۔۔۔ بیعت کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول دو ہاتھ سے مصافحہ کا تھا:

1: عبد الرحمن بن رزین قال : مررنا بالربذة فقيل لنا ها هنا سلمة بن الأكوع فأتيته فسلمنا عليه فأخرج يديه فقال بايعت بهاتين نبي الله صلى الله عليه وسلم

(الادب المفرد للبخاری: ص289 باب تقبیل الید، رقم الحدیث 973)

ترجمہ: حضرت عبد الرحمن بن رزین فرماتے ہیں کہ ہم مقامِ ربذہ کے قریب سے گزر رہے تھے کہ ہمیں بتایا گیا کہ یہاں حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ رہتے ہیں۔ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو ہم سب نے ان کو سلام کیا۔ (دورانِ گفتگو) انہوں نے اپنے دونوں ہاتھ نکالے (یعنی ہمیں دکھائے) اور فرمایا: ان دونوں ہاتھوں سے میں نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی ہے۔

2: علامہ بدر الدین عینی (م855ھ) فرماتے ہیں:

(قد بايعتك كلاما)... كان يبايع بالكلام ولا يبايع باليد كالمبايعة مع الرجال بالمصافحة باليدين

(عمدۃ القاری شرح البخاری: ج13 ص396 کتاب التفسیر، تحت سورۃ الممتحنۃ)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کو زبانی بیعت کرتے تھے، ہاتھ کے ساتھ بیعت نہیں کرتے تھے جیسے مردوں کو دو ہاتھ کے مصافحہ کے ساتھ بیعت کرتے تھے۔

3: علامہ احمد بن محمد بن ابی بکر القسطلانی (م923ھ):

(قد بايعتك كلاما) اي بالكلام لا باليد كما كان يبايع الرجال بالمصافحة باليدين

(ارشاد الساری: ج7 ص380 کتاب التفسیر، تحت سورۃ الممتحنۃ)

ترجمہ: یعنی زبانی بیعت مراد ہے نہ کہ ہاتھ کے ساتھ جیسے مردوں کو دو ہاتھ کے مصافحہ کے ساتھ بیعت کرتے تھے۔

باقی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے "یمین" (دائیں ہاتھ) کا ذکر کرنا اس وجہ سے ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے "یمین" (دائیں ہاتھ) کو صحابی کے دونوں ہاتھوں نے پکڑا تھا۔

لہٰذا مندرجہ بالا روایات میں بھی مصافحہ بیعت سے مراد دو ہاتھ سے مصافحہ کرنا ہے، دایاں ہاتھ بطورِ تبرک ذکر کیا۔

دلیل نمبر 3:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مکہ چلے جانے کے بعد بیعۃ الرضوان ہوئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دائیں ہاتھ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: یہ میرا داہنا ہاتھ عثمان کا ہاتھ ہے، پھر آپ نے اپنے داہنے ہاتھ کو اپنے دوسرے ہاتھ پر مارا اور فرمایا کہ یہ بیعت عثمان کے لیے ہے۔

اس حدیث سے بھی ایک ہاتھ کا مصافحہ کا مسنون ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اس لیے کہ آپ کا ایک داہنا ہاتھ تو بجائے ایک ہاتھ عثمان کے تھا اور دوسرا خود آپ کا۔ فتفکر۔ (ایک ہاتھ سے مصافحہ از عبد الرحمٰن مبارک پوری: ص24)

جواب:

بیعت کے لیے کیا جانے والا مصافحہ دو ہاتھ سے ہوتا ہے، دلائل گزر چکے ہیں۔ رہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ہاتھ سے بیعت کا اظہار کرنا تو وہ اس وجہ سے نہیں تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہاتھ سے مصافحہ بیان کرنا چاہتے تھے بلکہ وجہ یہ تھی کہ ہاتھ بھی دو اور آدمی بھی دو، اب ایک ہاتھ ایک ہی آدمی کی طرف سے ہونا تھا۔

آپ ایک ہاتھ سے بیعت کر کے انتقامِ قتل پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی نمائندگی کا اظہار کرنا چاہتے تھے۔

کیا غیر مقلدین کے نزدیک ایک فوت شدہ آدمی کی طرف سے بیعت کی جا سکتی ہے؟ کیونکہ اس وقت خبر یہی مشہور تھی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہو چکے ہیں۔

فائدہ: ہمارے بعض مشائخ کی کتب میں روحانی فیض، فوت شدہ پیر سے بیعت وغیرہ کا ذکر ملتا ہے تو غیر مقلد تڑپ اٹھتے ہیں، لیکن یہاں ایک فوت شدہ آدمی سے ایک شرعی مسئلہ کے ثابت کرنے کے درپے ہیں۔ فوا اسفا

دلیل نمبر 4:

لغت میں مصافحہ کا معنی ہے:

1: المصافحۃُ ھی الافضاء بصفحة الید الی صفحة الید (المرقاۃ: ج8 ص458 باب المصافحۃ والمعانقۃ)

ترجمہ: مصافحہ کا معنی ہے: ایک ہتھیلی کو دوسری ہتھیلی سے ملانا۔

2: ھی مفاعلة من الصفحة، و المراد بها الافضاء بصفحة الید الی صفحة الید (فتح الباری: ج11 ص66 باب المصافحۃ)

ترجمہ: مصافحہ کا لفظ "صفح" سے ہے، اس سے مراد ایک ہتھیلی کو دوسری ہتھیلی سے ملانا۔

لہذا یہ اسی صورت میں ممکن ہے جب انسان ایک ہاتھ سے مصافحہ کرے۔

جواب:

1: مصافحہ کا لغوی معنی کچھ بھی ہو ہم شرعی احکام میں معنی شرعی کے پابند ہیں نہ کہ معنی لغوی کے اور شرعی معنی دو ہاتھ سے مصافحہ کرنا ہے۔ لہذا لغوی معنی کا سہارا لے کر شرعی معنی کو نہیں چھوڑا جا سکتا۔

2: اگر محض ہتھیلی کا ہتھیلی سے رکھنا مراد ہو تو پھر پکڑنا نہیں چاہیے بلکہ ہتھیلی کو ہتھیلی سے ملانا ہی کافی ہونا چاہیے۔

3: محض ہاتھ کا تذکرہ ہے تو اس میں "دایاں" کا معنی زیادہ کرنا کون سا لغوی معنی پر عمل کرنا ہے۔

4: لغوی معنی مراد لینا ہے تو حدیث میں مصافحہ کے لیے ایک لفظ "ید" ملتا ہے اور لغت میں "ید" انگلیوں سے لے کر کندھے تک کو کہتے ہیں۔ چنانچہ المعجم الوسیط میں ہے:

الید: من اعضاء الجسد وھی من المنکب الی اطراف الاصابع

(المعجم الوسیط: ص1122)

کہ "الید" (ہاتھ) جسم کا ایک عضو ہے اور یہ کندھے سے لے کر انگلیوں کے کناروں تک ہوتا ہے۔

اور القاموس الوحید (اردو) میں ہے:

الید: ہاتھ، اس کا اطلاق مونڈھے سے انگلیوں کے کنارے تک ہوتا ہے، مونث ہے۔

(القاموس الوحید: ص924)

پھر غیر مقلدین کو چاہیے کہ صرف ہاتھ نہ ملائیں بلکہ پورا بازو ملائیں تاکہ پتا چلے کہ عمل بالحدیث ہو رہا ہے۔

5: دو ہاتھ ملانے میں بھی تو ایک ہاتھ کی ہتھیلی دوسرے ہاتھ سے مل جاتی ہے تو دو ہاتھ سے مصافحہ میں بھی تو یہی لغوی معنی پایا جا رہا ہے تو غیر مقلدین کو ایک ہاتھ پر ہی اصرار کیوں؟!